اردو شرح

انوار الباری

صحیح البخاری

مجموعۂ افادات

امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

و دیگر اکابر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ

مؤلفۂ تلمیذ علامہ کشمیری

حضرۃ مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری رحمہ اللہ

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

جلد ۵-۶-۷

مجموعۂ افادات

امام العصر علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

و دیگر اکابر محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ

مؤلفہ

حضرۃ مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری رحمہ اللہ

(تلمیذ علامہ کشمیری)

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
☎061-540513-519240

نام کتاب.......................انوارالباری ۵-۶-۷

جدید کمپیوٹر ایڈیشن

تاریخ اشاعت......................... ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

ناشر...... اِدارۂ تَالِیفَاتِ اَشرَفِیۂ چوک فوارہ ملتان

طباعت...........................سلامت اقبال پریس ملتان

مصححین: مولانا قاری محمد ابوبکر فاضل قاسم العلوم ملتان

مولانا مجیب الرحمٰن جامعہ خیر المدارس ملتان

ضروری وضاحت: ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کیلئے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسان کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لئے پھر بھی کسی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

ایک نیکی کم ہوئی تو دوسری بڑھ گئی بخلاف سمر امور دنیوی کے کہ اول تو قصوں کی طرف عام میلان ہوتا ہے خوب دل لگا کر دیر تک کہیں گے اور سنیں گے جس سے صبح کی نماز یا جماعت فوت ہو جائے گی دوسرے اس سمر کے سبب خدا سے بعد اور بے سود مشاغل کی طرف رغبت بڑھے گی۔

حضرت شاہ صاحب کی رائے

آپ کی رائے یہ ہے کہ جس سمر کی حدیث میں ممانعت ہے یعنی قصوں کہانیوں اور افسانوں والا سمر، حقیقۃً سمر علمی پر اس کا اطلاق موزوں ہی نہیں۔ اس لیے اس کا اطلاق یہاں ایسا ہی ہے جیسے تغنی کا تعلق قرآن مجید سے کیا گیا ہے حدیث میں ہے ''**لیس منا من لم یتغن بالقرآن** '' وہ شخص ہم سے نہیں جو قرآن مجید کے ذریعہ غنا حاصل نہ کرے۔ اس سے مقصد یہ نہیں کہ قرآن مجید کو گا کر پڑھے بلکہ ابن عربیؒ کی شرح کے مطابق مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو کم از کم غنا کے درجہ میں تو رکھے سب لوگ گانے سے لطف اندوز ہوتے ہیں مگر وہ دل کی بیماری ہے صحیح القلب اور مسلمانوں کا مذاق یہ ہونا چاہیے کہ وہ اس کی جگہ قرآن مجید سے لطف ولذت حاصل کریں اس کی تعلیمات سے تعلق رکھیں اور دوسری تمام لایعنی چیزوں کو یکسر چھوڑ دیں جو لوگ ایسا نہ کریں گے بلکہ اپنے اوقات لہو لعب اور غنا میں ضائع کریں گے قرآن مجید اور اس کی تعلیمات وہدایات کو پس پشت کریں گے تو وہ حضور علیہ السلام کے دین سے بے تعلق ہوں گے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ابن عربی کی یہ شرح اس حدیث کی شروح میں سے سب سے زیادہ لطیف ہے دوسرے معانی قرآن مجید کی وجہ سے غنا واستغنا حاصل کرنا وغیرہ مشہور ہے۔

بحث ونظر

اَرَاَیْتَکُمْ اس میں ضمیر منفصل (کم) ضمیر متصل (ارءایت) کی تاکید ہے جب کوئی عجیب یا قابل بیان بات دیکھی جاتی ہے تو اسکی اہمیت دکھلانے کے لیے اس طرح کہا جاتا ہے یعنی ایسی بات کہ اگر تم اس کو دیکھتے تو تم بھی اس کی اہمیت کے سبب ضرور بیان کرتے۔

لایبقی الخ کی مراد

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ اس جملہ کی شرح میں بہت سی اغلاط ہوئیں ہیں صحیح مراد یہ ہے کہ آج کی رات میں جو لوگ زمین پر موجود ہیں وہ ایک سو سال کے اندر فوت ہو جائینگے یا ایک سو سال پورا ہونے پر ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا لہٰذا اس ارشاد میں ان لوگوں کا کوئی ذکر نہیں ہے جو اس ارشاد کے وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے یقیناً اس وقت ارشاد کے بعد بھی کچھ صحابہ کی ولادت ہوئی ہوگی اور ان کو یہ حکم یا پیشگوئی شامل نہیں ہے اور اسی طرح اس ارشاد سے یہ بات سمجھنا بھی غلط ہے کہ آپ کی امت کے لوگوں کی عمر ایک سو سال سے زیادہ نہ ہوگی لہٰذا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں یا وقت ارشاد مذکور سے ایک سو سال کے بعد صحابیت کے دعوی کو باطل قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

حیات خضر علیہ السلام

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ حیات خضر کا انکار کرنے والوں میں امام بخاری بھی ہیں مگر اکثر علماء امت نے ان کی حیات تسلیم کی ہے اور سب سے بہتر استدلال ان کی زندگی پر اصابہ کا اثر ہے جو اسناد جید کے ساتھ نقل ہوا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مسجد سے نکلے اور ایک شخص کے ساتھ بات کر رہے تھے جس کو لوگوں نے دیکھا مگر پہچانا نہیں اور کچھ دیر بعد نظروں سے غائب ہو گیا پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز سے سوال کیا گیا کہ وہ کون تھے؟ تو آپ نے فرمایا خضر تھے۔

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جلیل القدر تابعی ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کا مرتبہ بلا شک وشبہ امام بخاری سے بہت بلند ہے۔صوفیاء کی بھی یہی تصریح ہے کہ وہ زندہ ہیں مگر وہ بدن مثالی کے ساتھ زندہ مانتے ہیں جیسا کہ بحر العلوم میں لکھا ہے۔ میرے نزدیک بدن مادی میں بھی موجود ہے جو کسی کسی کو نظر آ جاتا ہے۔ وہ ایسی خدمت میں ہیں کہ اولیاء اللہ سے ان کی ملاقات ہوتی رہتی ہے۔حدیث مذکوران کی زندگی کے اس لئے خلاف نہیں ہے کہ ممکن ہے مذکورہ ارشاد نبوی کے وقت وہ زمین پر نہ ہوں بلکہ بحر وسمندر کے کسی حصے پر ہوں۔دوسرے یہ کہ حضرت خضر دوسری سابقہ امتوں میں سے ہیں۔ پھر وہ نظروں سے غائب ہیں اس لئے بھی کوئی اشکال حقیقت میں نہیں ہے۔ کیونکہ حضور علیہ کا ارشاد اپنی امت کے بارے میں ہے۔اور اگر آپ کے ارشاد کو عام بھی مان لیں تو میرے نزدیک وہ اس عام سے مخصوص ومستثنیٰ ہیں کیونکہ تحقیقی بات یہی ہے کہ عموم ظنی ہوتا ہے قطعی نہیں۔

بابا رتن کی صحابیت

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا فیروز پور (پنجاب) میں بابا رتن کی قبر ہے جنھوں نے ساتویں صدی کی ہجری میں صحابیت کا دعوی کیا تھا حافظ ذہبی نے رد میں رسالہ لکھا کسر الوثن عن بابا رتن کی حضرت شاہ صاحب نے رتن کی صحابیت وعدم صحابیت کسی ایک امر کا فیصلہ یہاں نہیں فرمایا مگر آپ کا رجحان اسی طرف تھا کہ حدیث مذکور کے خلاف اس کو بھی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اوپر آپ کا ارشاد نقل ہو چکا ہے کہ جو صحابہ بعد ارشاد مذکور پیدا ہوئے وہ اس کے عموم میں داخل نہیں ہیں دوسرے یہ کہ عموم خود ہی ظنی ہے اس لیے حضرت خضر کی طرح وہ بھی مخصوص ہو سکتے ہیں بطلان صحابیت کے لیے......دلیل قطعی چاہیے۔

حافظ عینی کا ارشاد

لکھا ہے کہ امام بخاری وغیرہ نے اس حدیث سے موت خضر پر استدلال کیا ہے لیکن جمہور اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت خضر ساکنین بحر سے ہیں اس لیے وہ اس حدیث میں مراد نہیں ہیں اور بعض علماء نے کہا کہ حدیث کے الفاظ اگر چہ عام ہیں مگر معنی اس کے خاص ہیں کہ جن لوگوں کو تم جانتے پہچانتے ہو ان میں سے کوئی ایک سو سال سے زیادہ زندہ نہ رہے گا بعض نے کہا کہ آپ کی مراد ارض سے مدینہ طیبہ ہے جس میں آپ تشریف رکھتے تھے اسی کے لحاظ سے لوگوں کو بتلایا ساری دنیا کا حال نہیں بتلایا چنانچہ مدینہ طیبہ میں آخری صحابی حضرت جابر کی وفات اسی پہلی صدی کے اندر ہوگئی ہے جیسا کہ حضور علیہ نے خبر دی تھی بلکہ مکہ معظمہ میں آخری صحابی عامر ابوطفیل کی وفات بھی صدی کے اندر ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے

علی وجہ الارض کی قید سے ملائکہ بھی نکل گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مستثنیٰ رہے کیونکہ وہ آسمان پر ہیں یا مراد لفظ من سے انسان ہیں جس سے ابلیس اور ملائکہ نکل گئے ابن بطال نے کہا کہ حضور علیہ کا مقصد یہ بتلانا تھا کہ اس مدت میں یہ قرن وجیل ختم ہو جائیگی جس میں ہم ہیں اور صحابہ کو اعمال کی ترغیب دینی تھی کہ بہ نسبت پہلی امتوں کے اس امت کی عمریں کم ہیں عبادت میں انہماک وتوجہ زیادہ کریں تا کہ کمی عمر وفات وقت کی تلافی ہو سکے (عمدۃ القاری ص ۵۷۴)

جنوں کی طویل عمریں اور ان کی صحابیت

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ جنوں کے بارے میں شارحین نے کچھ نہیں لکھا مگر خیال یہی ہے کہ وہ بھی حدیث الباب کے مدلول سے

خارج ہیں کیونکہ خطاب بظاہر انسانوں کو تھا اس لیے جنوں کا باوجود آپ کی امت میں داخل ہونے کے طویل عمریں پانا یا بعض جنوں کا سینکڑوں سال بعد حضور علیہ السلام سے روایت حدیث کرنا بھی حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابن عباس کی شب گزاری کا مقصد

باب کی دوسری حدیث میں بت عند خالتی میمونۃ الخ وارد ہے حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ۶۰، ۷۰ طرق تک اس کی روایت کی گئی ہے اور اسی ایک واقعہ کے اندر گیارہ اور تیرہ رکعتیں بہ اختلاف نقل ہوئی ہیں جن کی پوری بحث اپنے موقع پر آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نیز فرمایا کہ حضرت عباس نے ابن عباس کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں اس لیے بھیجا تھا کہ حضور علیہ السلام سے ان کا قرضہ وصول کر کے لائیں اور آپ کی رات کی نماز بھی اچھی طرح دیکھ لیں۔

قرضہ کی شکل

یہ تھی کہ حضور علیہ السلام حضرت عباس سے روپیہ پیشگی لے کر فقراء میں برابر تقسیم فرمادیا کرتے تھے اور جب بیت مال میں روپیہ زکوۃ کا آجاتا تو اس قرض کی ادائیگی فرمادیتے تھے۔

ایک مد کا روپیہ دوسری مد میں صرف کرنا

فرمایا میں نے اسی سے یہ گنجائش نکالی ہے کہ متدین متولی و مہتمم ایک مد کا روپیہ دوسری مد میں صرف کرسکتا ہے۔ مثلاً تعمیر کی مد کا روپیہ تعلیم میں صرف کرے۔

حضرتؒ کی اس مثال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیر اہم مد کا روپیہ زیادہ اہم مد میں صرف کرسکتا ہے ورنہ جس طرح آجکل کے عام مہتممان مدارس بے احتیاطی سے رقوم صرف کرتے ہیں اور تعلیم سے زیادہ غیر تعلیمی مدات پر صرف کرتے ہیں ان کو اس گنجائش سے فائدہ اٹھانا جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ شریعت میں حسن الاختیار اور سئی الاختیار کا فرق کیا ہے جس کو اہل علم خوب جانتے ہیں غالباً صاحب فیض نے یہاں حضرتؒ کو مذکورہ جملہ اسی احتیاط کے پیش نظر نقل نہیں کیا کہ لوگ اس سے غلط فائدہ اٹھائیں گے۔ مگر ہم نے حضرت کے مذکورہ بالا استنباط کو اہمیت و ضرورت کے پیش نظر نقل کیا ہے پھر اس کے ساتھ تنبیہ مذکور بھی ضروری تھی۔ واللہ الموافق لکل خیر

ترجمۃ الباب سے حدیث کی مناسبت

محقق یگانہ حافظ عینی نے لکھا کہ

(۱) ابن المنیر کے نزدیک حضور علیہ السلام کا ارشاد "نام الغلیم ؟" (چھوکرا سوگیا)؟ موضع ترجمہ ہے کہ یہی رات کی بات ہوگئی جس کے لیے ترجمہ صحیح و مطابق ہے۔

(۲) بعض نے کہا کہ ابن عباس جو رات میں دین سیکھنے سے غرض سے حضور علیہ السلام کے احوال دیکھتے رہے یہی محل ترجمہ ہے اور یہی سمر ہے۔

(۳) علامہ کرمانی نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے جو ابن عباس کو نماز تہجد بائیں سے داہنی طرف کرلیا یہی گویا اس کہنے کے قائم مقام ہے کہ میرے داہنی طرف کھڑے ہوجاؤ اور انہوں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی گویا عرض ہی کردیا کہ میں اسی طرح کھڑا ہوگیا اس طرح فعل بمنزلہ قول ہوگیا۔